حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی مشہور تصنیف

انفاس العارفین

مترجم

علامہ حکیم محمد اصغر اطہر فاروقی

نوری بک ڈپو داتا دربار ○ لاہور

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

انفاس العارفین

نوری بک ڈپو لاہور

انفاس العارفین

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

تقدیم

راجہ رشید محمود ایم اے ماہر مضمون اردو
پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ۔

ترتیب و ترجمہ

حضرت علامہ حکیم محمد اصغر اطہر فاروقی مدظلہ العالی

نوری بک ڈپو۔ لاہور

ناشر و تاجر

آر-آر پرنٹرز لاہور

مرکزی دفتر: معصوم منزل۔ اسلام گنج۔ لاہور
مرکز فروخت: بازار داتا صاحب۔ لاہور

کوئی شخص اس وبا میں نہیں مریگا۔ اس کے بعد سلام کر کے باہر چلا گیا۔ اس کے بعد جس جگہ کی طرف اس نے اشارہ کیا تھا۔ بیماری وہاں منتقل ہوگئی اور ہمارے مخلصین اس وبا سے محفوظ رہے۔

فرماتے تھے۔ ایک روز حجرہ میں میں تنہا بیٹھا ہوا تھا۔ ایک جوان متمثل ہوا اور کہا اگر آپ چاہیں تو اسی وقت اس دنیا سے انتقال کر جائیں اور اگر چاہیں تو ایک مدت کے بعد۔ میں نے کہا بعض کمالات کی مجھے توقع ہے اور وہ ابھی حاصل نہیں ہوئے۔ اس نے کہا تو آپ کی موت متاخر ہو گئی ہے۔ پھر وہ واپس گیا۔ اس کی پشت پر میں نے گول دائرہ کی طرح مرصع جواہر دیکھے۔ یہ قصہ مختصراً بیان کیا گیا ہے۔

فرماتے تھے شہر رہتک میں ایک مرتبہ سیر کے لئے نکلا۔ جب میں نے گرمی اور تھکاوٹ محسوس کی تو ایک مقبرہ میں آیا تاکہ وہاں کچھ دیر آرام کروں۔ مجھے وہاں داخل ہوتے ہی محسوس ہوا کہ ان قبور میں بہت بڑی آگ شعلہ زن ہے اور اس کی گرمی نے مجھے آ پکڑا۔ میں نے دوستوں سے کہا اس جگہ سے فوراً باہر نکلو کیونکہ یہ مقبرہ آگ سے بھرا ہوا ہے۔ میرا یہ خیال نہیں ہے کہ یہاں کوئی مسلمان ہوگا۔ اس مجلس میں ایک ہندو موجود تھا اس نے تعجب کیا اور کہا تمہیں کیسے معلوم ہوا۔ میں نے کہا کشف کے ذریعہ سے۔ اس نے تسلیم کیا کہ یہ مسلمانوں کی قبریں نہیں ہیں۔ یہ جوگیوں کی قبریں ہیں جو زندہ درگور ہوئے ہیں اور لوگوں نے ان کی قبریں مسلمانوں کی قبور کی طرح بنا دی ہیں۔

اولیاء کے ساتھ بحث

فرماتے تھے ایک صاحب کشف بزرگ سے جو بعض مسائل کے بارے میں اکثر مجھ سے جھگڑتے رہتے تھے میں نے معاہدہ کیا کہ ہم دونوں میں سے جو بھی اس دنیا سے پہلے انتقال کر جائے وہ دوسرے کو ان مسائل کی حقیقت سے آگاہ کرے۔ اس بزرگ کی وفات کے بعد میں نے اسے دیکھا کہ وہ فردوس بریں میں بلند مقام پر فائز ہے اور گوناگوں نعمتوں سے بہرہ مند ہے لیکن اس کے باوجود اس کی بصارت کمزور ہے۔ میں نے بصارت کی کمی کا سبب پوچھا تو کہنے لگا کہ اس کا باعث وہی عقیدہ ہے جس پر میں تمہارے ساتھ بحثیں کیا کرتا تھا۔

راقم الحروف (شاہ ولی اللہ) کہتا ہے کہ شیخ عبدالباقی لکھنوی ایک ایسا مرد تھا جس نے وحدت وجود کی بہت سی کتابیں دیکھی ہوئی تھیں قصور فہم کی وجہ سے طاعات اور اعتقادِ اسلامیہ

میں ایک قسم کا تساہل کرتا تھا۔ اس کی وفات کی بعد حضرت والد اس کی قبر پر تھوڑی دیر بیٹھے اور فرمایا اس تساہل کی وجہ سے وہ ماخوذ ہے لیکن میں نے اس کی شفاعت کی ہے۔

فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ اکبر آباد میں سردی اور بارش کے موسم میں سوار ہو کر جا رہا تھا۔ راستہ میں کیچڑ اور مٹی آگئی اور اس میں ایک کتے کا بچہ غرق ہوتا اور نکلتا تھا اور بہت زیادہ فریاد و فغاں کر رہا تھا جب میں نے اسے دیکھا اور اس کی فریاد سنی۔ میرے دل میں جوش پیدا ہوا۔ خادم کو میں نے کہا جاؤ اور اس کتے کے بچے کی مدد کرو۔ اس نے انکار کیا اور نفرت کا اظہار کیا میں گھوڑے سے اترا اور دامن لپیٹ کر اس کیچڑ کی طرف متوجہ ہوا۔ خادم نے جب یہ دیکھا تو تیزی کر کے اسے باہر نکالا وہاں نزدیک ایک حمام تھا۔ وہاں سے میں نے گرم پانی لیا اور اسے دھویا۔ نانبائی سے روٹی اور شوربا لیا اور اسے پیٹ بھر کر کھلایا۔ پھر میں نے کہا یہ اس محلہ کا کتا ہے اگر اہل محلہ اس کی دیکھ بھال کریں تو بہتر ہے۔ ورنہ ہم اپنے محلہ میں لے جاتے ہیں۔ نانبائی نے اس کی دیکھ بھال کا ذمہ لیا میں نے اسے اس کے سپرد کر دیا اور آگے چلا گیا۔ اس قصہ کے چند روز بعد اس محلہ کے ہی کوچہ سے پیدل گزر رہا تھا۔ سامنے سے کتا آرہا تھا اور اس کوچہ میں قدرے پانی اور کیچڑ بھی تھا میرے دل میں گزرا کہ اس جگہ سے جلد گزر جانا چاہیئے تاکہ اس کتے کے چھینٹے کپڑوں پر نہ پڑیں۔ میں تیزی سے بڑھا مگر کتا مجھ سے بھی زیادہ تیزی سے آگے آیا اور اس کیچڑ پر ہم ایک دوسرے کے مقابل آگئے۔ کتا وہاں ٹھہر گیا اور فصیح زبان میں السلام علیک کہا میں نے وعلیک السلام کہا۔ اس نے کہا تم نے حدیث میں پڑھا ہے کہ حضرت رب العزت فرماتا ہے۔

یا عبادی انی حرمت الظلم علی نفسی وجعلتہ علیکم محرمًا فلا تظالموا میں نے ظلم کو اپنے اوپر حرام کر رکھا ہے۔ اسی طرح تمہارے لئے بھی ظلم کرنا حرام ہے، بس ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ مجھ پر تو نے کیوں ظلم کیا؟ میں نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ میں نے کیا ظلم کیا ہے۔ اس نے کہا راستہ انسان اور حیوان دونوں کے لئے گزرگاہ ہے۔ چاہیئے یوں تھا کہ میں بھی اطمینان سے آتا اور تم بھی آرام سے آتے جس جگہ بھی ہماری ملاقات ہوتی۔ کوئی مضائقہ نہیں تھا۔ میں نے کہا بنی آدم عبادت کے مکلف ہیں اور کپڑے پاکیزہ رکھنے کے ذمہ دار ہیں، اگر میں اس سے ملوث ہو جاتا تو کپڑوں اور جسم کا دھونا مشکل ہوتا۔ اس وجہ سے میں نے جلدی کی،

اس نے کہا یہ خطرہ اس وقت تمہارے دل میں نہیں تھا۔ کتے سے تو نے نفرت کی تھی اب فعل کو صحیح ثابت کرنے کے لئے توجیہہ کر رہے ہو۔ اگر تمہارے کپڑے ناپاک ہو جائیں تو پانی کے ایک سبو سے پاک ہو سکتے ہیں اور اگر لطیفۂ انسانیہ عجب اور خود بینی سے ناپاک ہو جائے تو سات سمندروں سے بھی پاک نہیں ہو سکتا۔ میں نے اس کی داد دی اور دل میں شرمندہ ہوا اور دیوار کے ساتھ مل کر تعظیم میں کھڑا ہو گیا۔ میں نے کہا تم نے نصیحت کی اب اس راستہ سے چلے جاؤ۔ اس نے کہا پہلے زمانہ کے درویش ایثار کرتے تھے۔ اور اس زمانہ کے درویش اپنے آپ کو ترجیح دیتے ہیں۔ میں نے کہا ان دو باتوں کی تفسیر بیان کر۔ اس نے کہا پہلے زمانہ کے درویش کم درجہ چیز کو اپنے لئے اور نفیس کو دوسروں کے لئے پسند کرتے تھے اور اس زمانہ کے درویش نفیس قدر اور کم درجہ چیز دوسروں کو دیتے ہیں۔ خشک راستہ تم نے اپنے لئے اختیار کیا ہے اور کیچڑ گارے والا راستہ تم نے اپنے لئے اختیار کیا ہے اور کیچڑ گارے والا راستہ میرے لئے چھوڑا ہے۔ بس میں کیچڑ اور گارے کی طرف آ گیا اور خشک جگہ اس کے لئے چھوڑ دی۔ اس نے کہا خدا تعالیٰ تک پاکیزہ عقل کے ذریعے پہنچا جا سکتا ہے۔ تاریک عقل کے ذریعہ نہیں۔ میں نے پوچھا پاکیزہ عقل کیا ہوتی ہے اور تاریک عقل کونسی۔ اس نے کہا پاکیزہ عقل یہ ہے کہ برملا کہے اور بلا سند راہِ صواب پر چلے۔ اور تاریک عقل یہ ہے کہ جب تک نہ سنے جانتا نہیں۔ پھر اس نے سلام علیک کہا اور چلا گیا۔ جب میں نے مڑ کر دیکھا تو وہاں کچھ بھی نہ تھا۔ میں سمجھ گیا کہ میرا کتے کے بچے کو نکالنا قبول ہو گیا اور اسی شکل میں تعلیم دی گئی۔

فرماتے تھے رمضان کے آخری روز جبکہ رات چاند ہونے کا شبہ تھا۔ مسجد جبوطہ میں بیٹھا تھا۔ ایک چڑیا آئی اور کہا کل عید ہے۔ میں نے اسے حاضرین کو بتایا۔ فرہاد بیگ نے کہا حیوانات کی زبان کا کیا اعتبار۔ اس چڑیا نے کہا۔ جھوٹ انسان کی خاصیت ہے۔ ہماری جنس میں جھوٹ نہیں ہوتا۔ پھر وہ اڑ گئی اور دوسری چڑیا اس کے ساتھ آئی اس نے اس بات کی تصدیق کی۔ جلد ہی قاضی کے سامنے شہادتیں پیش ہو گئیں کہ انہوں نے چاند دیکھا ہے۔ راقم الحروف شاہ ولی اللہ نے چڑیا کے گفتگو کے متعلق سوال کیا فرمایا اس کی آواز دوسری چڑیوں کی مانند تھی کوئی فرق نہیں تھا۔ لیکن اس کی آواز سے ہی میں نے اللہ کی تعلیم سے معنی سمجھ لیا۔ او کما قال۔

شیخ فقیر اللہ بیان کرتے تھے کہ ایک کوا دو تین روز کے بعد آتا تھا اور توحید کے بارے میں

باتیں پوچھا کرتا تھا۔ ایک مدت کے بعد وہ دکھائی نہ دیا۔ راوی قصہ سے کوّے کے متعلق پوچھا کہ یہاں ایک کوا بیٹھا کرتا تھا۔ کئی دنوں سے وہ مجھے دکھائی نہیں دیا۔ اس نے کہا اسے فلاں نے شکار کر لیا۔ اور اپنے باز کو کھلا دیا۔ آپ نے افسوس کیا اور غمگین ہوئے اور فرمایا وہ موحد کوا تھا۔ وہ مجھ سے توحید کے مسائل پوچھا کرتا تھا۔

نیک جن

فرماتے تھے ابتدائے حال میں بعض اوقات ساری ساری رات اور اکثر اوقات رات کا اکثر حصہ ذکر الٰہی میں گزارتا تھا۔ کبھی اونچی آواز میں اور کبھی آہستگی سے ہوتا تھا۔ ذکر کے وقت ایک جن بھی شریک ہو جاتا تھا۔ بعض دوستوں نے اس سے پوچھا کہ تم کون ہو۔ تو اس نے بڑی درشتی سے جواب دیا کہ تم یہ سوال کیوں پوچھتے ہو۔ جمعہ کے روز میرے وعظ میں بھی شریک ہوتا تھا۔ ایک دفعہ حاضرین میں سے ایک شخص نے پوچھا کہ جنات میں سے بھی ایسے ہوتے ہیں جو نماز روزہ ادا کرتے ہیں میں نے کہا ہاں۔ یہ شخص جو تمہارے درمیان موجود ہے۔ صالحین جنات میں سے ہے۔ جو وعظ سننے کے لئے آیا کرتا ہے۔ اس کے بعد وہ غائب ہو گیا اور پھر دکھائی نہیں دیا۔

راقم الحروف رشاہ ولی اللہ نے اس کی شکل و شباہت کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اس کی پیشانی اور آنکھوں سے وحشت ٹپکتی تھی۔

فرماتے تھے ایک جن نے میری بیعت کی اور اشغال و اوراد سیکھے۔ ایک روز میں سوار ہو کر جا رہا تھا تو وہ متشکل ہو کر سامنے آیا اور صلوٰۃ تسبیح کے متعلق پوچھا میں نے بیان کیا۔ جہاں اسے میری بات سمجھ نہ آتی دوبارہ پوچھتا۔ یہاں تک کہ وہ اچھی طرح سمجھ گیا۔ ایک روز پریاں محمد غوث کو ایذا دے رہی تھیں اور اس کی چارپائی اٹھا لے جاتی تھیں۔ یہ جن وہاں پہنچ گیا۔ پریوں کو ڈانٹا اور منع کیا اور محمد غوث سے کہا کہ حضرت والد کی خدمت میں میرا سلام پہنچا دینا اور کہنا کہ یہ پریاں تھیں جو تجھے ایذا دے رہی تھیں۔ میں نے انہیں ڈانٹا اور منع کیا۔ دوسرے روز وہ جن آیا اور کہا میرا دکن جانے کا ارادہ ہے معلوم نہیں وہاں سے زندہ واپس آؤں یا نہیں میری نجات کے لئے دعا کیجئے۔ میں نے دعا کی۔ اس کے بعد پھر وہ نظر نہیں آیا۔

فرماتے تھے اکبر آباد میں مرزا محمد زاہد کے درس سے واپسی پر سید لطیف کی بستی کے دروازہ سے میرا گذر ہوا تو دیکھا کہ دروازہ پر پریشان کھڑے ہیں۔ میں نے وجہ پوچھی۔ تو کہا

باتیں پوچھا کرتا تھا۔ ایک مدت کے بعد وہ دکھائی نہ دیا۔ راوی قصہ سے کوے کے متعلق پوچھا کہ یہاں ایک کوا بیٹھا کرتا تھا۔ کئی دنوں سے وہ مجھے دکھائی نہیں دیا۔ اس نے کہا اسے فلاں نے شکار کر لیا۔ اور اپنے باز کو کھلا دیا۔ آپ نے افسوس کیا اور غمگین ہوئے اور فرمایا وہ موحد کوا تھا۔ وہ مجھ سے توحید کے مسائل پوچھا کرتا تھا۔

نیک جن

فرماتے تھے ابتدائے حال میں بعض اوقات ساری ساری رات اور اکثر اوقات رات کا اکثر حصہ ذکر الٰہی میں گزارتا تھا۔ کبھی اونچی آواز میں اور کبھی آہستگی سے ہوتا تھا۔ ذکر کے وقت ایک جن بھی شریک ہو جاتا تھا۔ بعض دوستوں نے اس سے پوچھا کہ تم کون ہو۔ تو اس نے بڑی درشتی سے جواب دیا کہ تم یہ سوال کیوں پوچھتے ہو۔ جمعہ کے روز میرے وعظ میں بھی شریک ہوتا تھا۔ ایک دفعہ حاضرین میں سے ایک شخص نے پوچھا کہ جنات میں سے بھی ایسے ہوتے ہیں جو نماز روزہ ادا کرتے ہیں میں نے کہا ہاں۔ یہ شخص جو تمہارے درمیان موجود ہے۔ صالحین جنات میں سے ہے۔ جو وعظ سننے کے لئے آیا کرتا ہے۔ اس کے بعد وہ غائب ہو گیا اور پھر دکھائی نہیں دیا۔

راقم الحروف رشاہ ولی اللہ نے اس کی شکل و شباہت کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اس کی پیشانی اور آنکھوں سے وحشت ٹپکتی تھی۔

فرماتے تھے ایک جن نے میری بیعت کی اور اشغال و اوراد سیکھے۔ ایک روز میں سوار ہو کر جا رہا تھا تو وہ متشکل ہو کر سامنے آیا اور صلوٰۃ تسبیح کے متعلق پوچھا۔ میں نے بیان کیا۔ جہاں اسے میری بات سمجھ نہ آتی دوبارہ پوچھتا۔ یہاں تک کہ وہ اچھی طرح سمجھ گیا۔ ایک روز پریاں محمد غوث کو ایذا دے رہی تھیں اور اس کی چادر پانی اٹھا لے جاتی تھیں۔ یہ جن وہاں پہنچ گیا۔ پریوں کو ڈانٹا اور منع کیا اور محمد غوث سے کہا کہ حضرت والد کی خدمت میں میرا سلام پہنچا دینا اور کہنا کہ یہ پریاں تھیں جو تجھے ایذا دے رہی تھیں۔ میں نے انہیں ڈانٹا اور منع کیا۔ دوسرے روز وہ جن آیا اور کہا میرا دکن جانے کا ارادہ ہے معلوم نہیں وہاں سے زندہ واپس آؤں یا نہیں میری نجات کے لئے دعا کیجئے۔ میں نے دعا کی۔ اس کے بعد پھر وہ نظر نہیں آیا۔

فرماتے تھے اکبر آباد میں مرزا محمد زاہد کے درس سے واپسی پر سید لطیف کلاں بتی کے دروازہ سے میرا گذر ہوا تو دیکھا کہ دروازہ پر پریشان کھڑے ہیں۔ میں نے وجہ پوچھی۔ تو کہا

عجیب مصیبت میں پھنس گیا ہوں۔ وہ مجھے گھر لے گئے ان کی ایک عزیزہ کو جن نے پاگل کر رکھا تھا۔ مجھے دیکھتے ہی وہ تعظیم کے لئے اٹھا اور سلام کیا میں نے پوچھا تم کون ہو۔ اس نے کہا میرا نام عبداللہ ہے اور میں محمد طاہر کے درس میں پڑھتا ہوں جس روز آپ اکبر آباد میں داخل ہوتے تھے اور محمد طاہر اپنے شاگردوں کے ساتھ آپ کے استقبال کے لئے شہر سے باہر آئے تھے تو میں بھی ان میں موجود تھا۔ میں آپ کو اچھی طرح جانتا ہوں لیکن آپ مجھے نہیں پہچانتے میں نے پوچھا کیا پڑھتے ہو۔ اس نے کہا کافیہ میں مفعول مطلق کی بحث کا وہ حصہ پڑھ رہا ہوں جہاں سے مصنف لبیک اور سعدیک کی بحث شروع کرتے ہیں میں نے کہا ان لفظوں کی اس طرح بخوبی تشریح کرو جو عام طالب علم نہ کر سکتے ہوں۔ اس نے تشریح کی میں نے کہا میں محمد طاہر کے پاس تمہاری سفارش کرونگا تاکہ وہ تمہاری طرف زیادہ توجہ کریں۔ اس نے کہا اگر انہیں پتہ چل گیا کہ میں جن ہوں تو وہ مجھے ہرگز نہیں پڑھائیں گے۔ پھر اس نے کہا میرا طریق یہ ہے کہ رات کو میں نے چار حصوں میں تقسیم کر رکھا ہے۔ ایک حصہ میں میں نماز پڑھتا ہوں۔ دوسرے میں نفی اثبات کرتا ہوں۔ تیسرے حصہ میں کافیہ کا مطالعہ کرتا ہوں اور چوتھائی میں سوتا ہوں اور دن کے وقت محمد طاہر کے پاس رہتا ہوں اور ایک بالا خانہ جو بہت اونچا تھا کی طرف اشارہ کیا اور کہا میں اس جگہ رہتا ہوں اس عورت نے اس جگہ پیشاب کرکے اسے ناپاک کر دیا ہے اور میرے نظام اوقات کو خراب کر دیا ہے۔ اس کے بدلے میں میں نے اسے ایذا دی ہے آپ کی فرمائش پر فوراً اس جگہ کو صاف کر کے خوشبودار کر دیا گیا جس سے وہ باغ باغ ہو گیا اور چلا گیا۔ اسی وقت عورت ہوش میں آگئی اور شرم و حیا کی وجہ سے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا۔

حضرت والد ماجد کے تصرفات

مکاشفات اور کرامات کا بیان

فرماتے تھے۔ ایک شخص نے شیخ عبدالاحد سرہندی کی مجلس میں کہا کہ اس زمانہ میں کوئی صاحب کرامات نہیں ہے۔ انہوں نے اسکے عقیدہ کی درستی کے لئے اس کے سامنے سات روپے میری نذر کے لئے مقرر کر دیئے اور فرمایا کہ پہلے پانچ روپے ان میں خدمت میں پیش